جلد ۱۵ | فتح ۱۳۵۳ ہش | شمارہ ۱۲

دسمبر ۱۹۷۴ء

تَأمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ پچھتر پیسے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

فتح ھ ۱۳۵۳

ذیقعدہ ۱۳۹۴ ھجری دسمبر ۱۹۷۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ چھ تر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر . . . . . چوہدری محمد ابراہیم

مطبع . . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دارالصدر جنوبی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۵ | ماہنامہ انصاراللہ ربوہ | شمارہ ۱۲
فتح ۱۳۵۴ ہش

(۱)

طلحہؓ انصاری

وہ طلحہؓ جنہوں نے اُحد کے دن حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمنوں کے وار سے بچانے کے لئے اپنے ہاتھ پر تیر کھائے اور اس دن حضورؐ نے انہیں "طلحۃ الخیر" کا خطاب دیا تھا یعنی اچھا طلحہ اور تبوک کے موقعہ پر حضورؐ نے آپ کو "طلحۃ الفیاض" کا لقب عطا فرمایا تھا یعنی سخی طلحہ اور حنین کے دن "طلحۃ الجود" سخی طلحہ یہ مہاجر تھے اور ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔ جس طلحہ کا مجھے آج ذکر مقصود ہے۔ یہ طلحہ بن براء بن عمیر تھے اور انصاری تھے۔

جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے منشاء خداوندی کے تحت مکّہ سے ہجرت فرمائی تو طلحہ بن براء انصاری بھرپور جوانی میں تھے۔ حضور مدینہ تشریف لائے تو ان کی وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ یہ حضور سے چمٹ گئے۔ حضور کے ہاتھوں کو چوما اور عرض کیا۔ مجھے آپ جو ارشاد فرمائیں اس کی تعمیل کروں گا۔ اور آپ کے کسی حکم سے سرتابی نہ کروں گا۔ حضور نے سنا تو ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ جس طرح خدا نے اپنے بندے ابراہیمؑ کا امتحان لیا تھا اور ابراہیم اس امتحان میں پورے اترے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دین کے اس فدائی کو حکم دیا جا اپنے باپ کو قتل کر کے آ۔ فدائی طلحہ نے یہ سنا تو تعمیل ارشاد کے لئے گھر کی طرف پلٹے۔ حضورؐ نے آواز دی، طلحہ آجاؤ۔ میں قطع رحمی کے لئے نہیں آیا۔ ان کا امتحان مقصود تھا جس میں وہ کامیاب ہو گئے۔

ان کی مرض الموت کا واقعہ ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو

حضورؐ نے ان کا آخری وقت محسوس کرتے ہوئے ان کے لواحقین کو فرمایا جب ان کی وفات ہو مجھے اطلاع کر دینا میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ اور ان کی تکفین و تدفین میں دیری نہ کرنا کہ مشرکوں کے درمیان مومن کا جنازہ کیوں پڑا رہے۔

طلحہؓ کی وفات رات کو ہوئی۔ وفات سے قبل انہوں نے کہا مجھے جلد دفن کر دینا تاکہ میں اپنے رب سے جلد مل سکوں اور حضورؐ کو اطلاع نہ کرنا مبادا یہود کوئی تکلیف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچا سکیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ صبح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تمام ماجرا عرض کیا گیا تو حضورؐ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو ساتھ لیا اور ان کی قبر پر صحابہ کرام کی معیت میں تشریف لے گئے بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھا کر عرض کی

اللھم الق طلحہ وانت تضحک الیہ وھو یضحک الیک

(اسد الغابہ جزثالث ص۵۷ مطبوعہ مکتبہ اسلام طہران)

اے اللہ طلحہ کو تو اس حالت میں مل کہ تو اس کی آمد پر متبسم ہو کہ میرا پیارا بندہ آگیا اور وہ بھی مسکراتا ہو کہ میرے آقا سے میری ملاقات ہوگئی۔

فدائی طلحہ کی وارفتگی، حضور پر فدائیت، محبت کے مظاہر کا آپ نے مطالعہ کیا۔ حضورؐ کی اپنے غلام سے محبت اور خدائے برتر و عظیم سے اس کے لئے اس دعا پر بھی غور فرمائیں۔ ایک مومن کے لئے اس سے بڑی سعادت کوئی نہیں۔ اس کا مقصدِ حیات یہی ہے کہ خدا تعالے اس سے راضی ہو اور وہ خدا سے راضی۔ خدا بھی خوش ہو اس کی ملاقات سے اور بندہ بھی تبسم کناں ہو اس ذات احدیت کی رضا کو محسوس کرکے۔

انصار بزرگو! یہ تھے ہمارے انصار اسلاف میں سے شمع محمدی کے ایک پروانے۔ اور یہ تھے عشق کی جوت جگانے والے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد وعلیٰ اصحاب محمّد وبارک وسلّم

(۲)

اور قافلے چلنے لگے

قادیان سے سات میل کے فاصلہ پر میرا قصبہ تھا۔ اس دنیا کے بستر میں آنکھ کھولے مجھے نصف صدی سے کچھ زائد عرصہ ہو رہا ہے۔ چالیس سال پہلے کے یہ ایام تھے۔ دسمبر کے آخری ایام ہوتے تو جلسہ سالانہ

میں شمولیت کی تیاری شروع ہو جاتی۔ روانگی سے پہلی رات شوق میں کٹ جاتی۔ صبح منہ اندھیرے ٹٹو پر بستر لاد کر ہمارے گاؤں کا قافلہ پیدل روانہ ہو جاتا۔ ہر طرف کہر چھائی ہوتی۔ کھیتوں میں گندم کے ننھے پودوں پر شبنم کے قطرے موتیوں کی مانند چمک رہے ہوتے۔ کبھی تھکاوٹ کا احساس نہ ہوتا۔ ہمیشہ حضور کی افتتاحی تقریر سے قبل قادیان پہنچ جاتے۔ گھوڑے والے کو یہ کہہ کر واپس کر دیا جاتا کہ ۲۹ تاریخ کو صبح تم آجانا۔ جلسہ کے پنڈال کا نظارہ کتنا دلکش ہوتا اور حضور کی افتتاحی تقریر کے لئے حضور کی تشریف آوری اور خوشی سے آنکھوں میں آنسوؤں سے آپ کی آمد پر نعرہ ہائے تکبیر کا بلند ہونا اور پھر حضور کا تشہد پڑھنا اور مومنین کی آنکھوں کا ڈبڈبا آنا۔ قادیان کی سڑکوں پر خوبصورت دروازے جن پر آویزاں سرخ کپڑے پر یاتیک من کل فج عمیق و یاتون من کل فج عمیق کا لکھا ہوا دیکھنا۔ اور "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کے فقرات اس وقت سے ذہن پر نقش ہیں۔ اور صبح سویرے بہشتی مقبرہ دعا کے لئے روانگی کو بھی نہیں بھولا۔ والد صاحب جلسہ گاہ میں ہمیشہ فرش پر بیٹھتے اور جلسہ میں سے دوران تقریر کبھی نہ اٹھتے میں بچہ تھا اجازت لے کر ادھر بیٹھ جاتا۔ پھر نماز کے وقفہ کے لئے مسجد نور کے رہٹ پر وضو کرنا بھی یاد ہے۔ یہ اجتماع بڑھتا رہا۔ قافلے بڑے ہوتے گئے۔ جلسہ کی رونق میں اضافہ ہوتا گیا اور پھر ۱۹۳۹ء کا جوبلی کا جلسہ سالانہ کا ایمان افروز نظارہ بھی یاد ہے۔ جب سٹیج کے اوپر سے سائبان اتار دیا گیا تھا۔ اور سورج کی شعاعیں رخ انور کی نورانی شعاعوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ اس وقت حضرت میر محمد اسحق صاحب رضی اللہ عنہ کی فی البدیہہ اور پرسوز تقریر بھی یاد ہے۔ (جن کی شاگردی کی مجھے بھی بعد میں سعادت نصیب ہوئی) اور پھر تقسیم ملک سے پہلے کا وہ آخری جلسہ بھی یاد ہے۔ جب آخری دن آسمان سے بادل برس رہا تھا۔ اور اس حالت میں شمع احمدیت حضرت مصلح موعود جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے تھے۔ اور پروانے بھی آ جمع ہوئے تھے۔ تقدیر خداوندی کے تحت ملک تقسیم ہو گیا۔ مشرقی پنجاب کی مسلمان آبادی ہجرت پر مجبور ہو گئی۔ جدھر کسی کے سینگ سمائے روانہ ہو گیا۔ انسانوں کے جم غفیر کی حالت طوفان پر تنکوں کی مانند تھی۔ جنہیں لہریں بہائے جا رہی تھیں۔ اور پھر مجھے وہ دن بھی یاد ہے جب لاہور میں یہ اجتماع منعقد ہوا اور نیر صاحب مرحوم کو میں نے پنڈال میں داخل ہوتے وقت پھوٹ پھوٹ کر روتے بھی دیکھا۔ اور پھر ربوہ کے لق و دق میدان میں اس کلر اٹھی زمین پر بنجر پہاڑیوں کے درمیان پہلے اجتماع کو دیکھا جب ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں کو اس اجتماع میں مصلح موعود نے دہرایا اور پرنم آنکھوں اور لرزتے ہوئے ہونٹوں سے مومنین اسے دہراتے اور آمین کہتے جاتے تھے۔

ایک وہ دن تھا جب بٹالہ میں ایک مولوی صاحب لوگوں کو قادیان جانے سے روکتے تھے لیکن قافلے آتے رہے کس شوق اور ولولہ سے احمدی ان ایام کا انتظار کرتے ہیں۔ اس کا احساس بھی ایمان افروز ہے

ایک سال دہلی سے اس جلسہ میں شمولیت کا موقعہ ملا تھا۔ یاد ہے بٹالہ میں گاڑی کے انتظار کا ایک ایک منٹ ایک ایک سال کا معلوم ہوتا تھا اور منارۃ المسیح پر نظر کرتے ہی ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے تھے۔

اب پھر یہ دن آرہے ہیں۔ ابراہیمی طیور پر تول رہے ہیں۔ جماعت کے مخلص اور غریب افراد کرایہ جمع کر رہے ہوں گے۔ سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے خواتین سلیقہ سے بچوں کو جمٹائے آجائیں گی۔ چھوٹے اور بڑے برنا و پیر دن گن رہے ہوں گے۔ اور ایک بار پھر اپنے امام کو ایک نظر دیکھنے کا شوق و اضطراب ان کے دلوں میں ولولہ پیدا کر رہا ہوگا۔ آرام کو تیاگ کر زمین کے فرش پر سوتے والے رخت سفر باندھ رہے ہوں گے۔ دعاؤں کے پاک ماحول میں تین دن گزارنے کے لئے روحیں مضطرب ہونگی۔ ابتلا اور آزمائش کی کڑی گھڑیوں میں سے گزرنے والے ایک بار پھر اجتماعی دعاؤں کے لئے جمع ہوں گے۔ قافلے پھر روانہ ہوں گے۔ عشاق پھر جمع ہونگے ایک تنظیم میں پروئے ہوئے موتی پھر اکٹھے ہونگے۔ کتنے مبارک، روح پرور ہوتے ہیں یہ سہانے مقام اور یہ ایام۔

الٰہی ان قافلوں کی خیر یہ صرف تیرے نام کے لئے آرہے ہیں۔ یہ صرف تیری رضا کے متلاشی ہیں۔ جو آئیں انہیں اپنی پناہ میں رکھیو اور جو مجبور نہ آسکیں۔ ان کے دامن مراد کو بھی خالی نہ رکھنا۔ انہیں اپنے سایۂ عاطفت سے محروم نہ رکھنا۔

قافلو! آؤ! کہ تمہارا امام اور ربوہ کے مکینوں کی آنکھیں ان دنوں کو ترس رہی ہیں دیدۂ دل فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔ ان دنوں کو تم بھی گن رہے ہو۔ تمہارے دلوں کی دھڑکنوں کو ہم بھی سن رہے ہیں۔ اللہ کی یاد کو دل میں بسائے۔ حمد کے ترانے گاتے قافلو! آجاؤ! بسم اللہ بسم اللہ

(۳)

لَكَ الْحَمْدُ وَالشُّكْرُ يَا رَبَّنَا

کسی انسان کی کوئی خوبی نہیں اس ذات احدیت کا جمال ہے جس کے یہ مظاہرے ہیں۔ احمدیت کی خدمت کی توفیق پانا خدا کا احسان ہے فضل ہے اور یہ انعام خداوندی ہے کہ خداوند نالائقوں اور کمزوروں سے بھی کام لیتا ہے۔ خدا کا شکر ہے اس کا احسان ہے کہ رسالہ انصار اللہ کے مضامین کو احباب جماعت پسند فرما رہے ہیں۔ جس کے لئے میرا دل اپنے خدا کے حضور سجدہ ریز ہے۔ اللہ کا فضل خلیفۂ وقت کی شفقت توجہ اور بزرگوں کی دعائیں ہیں جو اس کام میں ہماری معین و ممد ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ جو اپنی دعاؤں

سے اللہ کے فضل کو ہمارے لئے جذب کر رہے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ذیل میں اس ماہ موصول ہونے والے دو خطوط کے کچھ اقتباسات پیش خدمت ہیں۔

- شیخ عبدالوہاب صاحب زعیم انصاراللہ اسلام آباد رقمطراز ہیں۔

رسالہ انصاراللہ ماہ رواں (نومبر ۱۹۷۴ء) دورہ پر رہنے میں بوجہ مصروفیت ۴-۵ دن دیر ہوگئی آج دیکھا۔ اداریہ خون کے آنسو اور ایکسچا بد اسلام بچی کی عید پڑھا۔ آنسو ضبط نہ ہو سکے دل کو گرما دینے اور روح کو تڑپا دینے والا منظر پیش کیا ہے۔ اللہ اللہ احمدیت نے کیسی کیسی ہستیاں پیدا کی ہیں کہ جن کا نمونہ قابل صد ستائش اور قابل تقلید ہے۔ خدا تعالےٰ ہم سب کو ایسا نمونہ اور احمدیت کی عملی تصویر پیش کرنے کی توفیق دے آمین تا اللہ تعالےٰ اُس کے مقرب رسول اور خلیفۂ وقت کے حضور ہم سرخرو ہو سکیں۔ یہ رسالہ نظر بد دُور خوب ترقی کر رہا ہے۔

- ہمارے بزرگ میاں ناصر علی صاحب جھنگ سے تحریر فرماتے ہیں:-

کل ماہنامہ انصاراللہ اپنی برکتوں کے ساتھ آیا۔ اس کا ہر لفظ بالخصوص جنگ احزاب کے واقعات اور محترم مرزا نذیر حسین صاحب کی روایات اس درجہ ایمان افروز۔ وجد آفرین اور رقت انگیز ہیں اور پھر ماشاء اللہ آپ کا طرز بیان ایسا دلآویز پُر تاثیر و پُر سوز تھا کہ اشکوں اور دعاؤں میں اس کے ساتھ ختم ہونے کا پتہ ہی نہ لگا۔ بارک اللہ تعالیٰ وجزاکم اللہ احسن الجزاء ماہنامہ پڑھ رہا تھا کہ کراچی سے میرے ایک غیر احمدی معزز عزیز ملنے کے لئے آئے۔ جن کے ساتھ ایک اور عزیز بھی تھے۔ آخری صفحہ پر "وہ پیشوا ہمارا" انہیں پڑھ کر سنایا اور بھی اسی نوع کی درد بھری باتیں ہوئیں بفضل اللہ تعالےٰ بڑا اثر لے کر اٹھے۔

اس رسالہ کی بنیاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ الناصر کے مبارک ہاتھوں سے رکھی گئی تھی اللہ تعالیٰ اس درخت کو بار آور فرمائے۔ اور ہمیں اپنے منشاء کے ماتحت کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور بارگاہ احدیت میں اسے قبول فرمائے۔

نماز وتر اور اس کے مسائل:- مخلصین جماعت کو تہجد کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔ اسکی ادائیگی کا طریق کیا ہونا چاہیئے۔ اگر رات کے پہلے حصہ میں وتر پڑھ لئے جائیں۔ تو پھر آخری حصہ میں تہجد کی ادائیگی کی کیا صورت ہو

زیارت دیار حبیب اور قیام دوبئی:- حسب وعدہ الحاج جناب مولانا محمد شریف صاحب کی خود نوشت سرگزشت کی پہلی قسط اس شمارہ میں پیش خدمت ہے۔

تاریخ اسلام کا ایک ورق:- جب سرکار دو عالم اور صحابہ کا سماجی بائیکاٹ کیا گیا پر ایک مختصر نوٹ ہدیہ ناظرین ہے۔

تاریخِ اسلام کا ایک ورق

ظلم و ستم ۔ سماجی بائیکاٹ ۔ گھیراؤ

قوم کی طرف سے تکالیف

بوڑھے تجربہ کار ورقہ نے ٹھیک کہا تھا پاکباز حضرت محمدؐ قوم سے امین کا خطاب پانے والے قوم کی امیدگاہ نے جب انہیں آسمانی سندیسہ سنایا۔ اس نے بتلایا کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ خدا ایک ہے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ بُری باتوں کو ترک کر دو کہ ایک دن ہم نے اس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ ہمارے ہر عمل کا بدلہ ہمیں ملے گا۔ اپنی زندگیوں کو خدا کے احکام کے تحت بسر کرو تو ایک طوفان بے تمیزی پیدا ہوا۔ قریش آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ لیکن سعید روحیں آپ کے گرد جمع ہونا شروع ہوئیں۔ مکہ کے تاجر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ انہوں نے جب سنا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پیغمبر ہونے کا دعوےٰ کیا تو بلاکسی توقف کے آپ کے دعوےٰ پر ایمان لے آئے۔ بچوں میں سے حضرت علیؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اس وقت حضرت علیؓ کی عمر دس سال تھی۔ غلاموں میں سے حضرت خدیجہؓ کے غلام زید بن حارثہ ایمان لائے۔ ابتدائی اسلام لانے والوں میں سے خباب بن الارت۔ بلال بن رباح۔ عثمان بن مظعون۔ ابوذر غفاری۔ حضرت یاسر تھے۔ اسلام قبول کرنے کا طریق یہ تھا کہ مرد حضور کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اقرار کرتے۔

"خدا کو ایک یقین کروں گا۔ کسی قسم کا شرک نہیں کروں گا اور ہر ایک قسم کے بُرے فعل مثلاً چوری۔ زنا۔ قتل۔ جھوٹ سے پرہیز کروں گا۔ کسی پر بہتان نہ باندھوں گا۔"

جو شخص اسلام قبول کرتا کفار قریش اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتے۔ ایسے ایسے مظالم کرتے کہ آج بھی ان کو سنکر انسانیت ندامت محسوس کرتی ہے۔ بلالؓ کا مالک امیہ بن خلف کوڑوں سے اسے پیٹتا۔ اور کہتا اسلام سے توبہ کرو۔ ادھر بلال کی کمر پر کوڑا پڑتا تڑاخ کی آواز پیدا ہوتی۔ ادھر بلالؓ نعرہ لگاتے اَحَدٌ اَحَدٌ۔ خدا ایک ہے ایک ہے۔ دوپہر کے وقت چلچلاتی ہوئی دھوپ میں گرم ریت پر بلالؓ کو لٹا کر سینہ

پر بھاری پتھر رکھ دیتے تھے۔ یا کر شدید گرمی میں انہیں کھڑا کر دیتے۔ پیاس سے زبان باہر آ جاتی۔ لیکن
بلالؓ کے پائے ثبات میں لغزش پیدا نہ ہوئی۔ یہی بلالؓ آگے چل کر مؤذن رسول بنے۔ وہ ایسے جذبے
اور لے سے اذان دیتے تھے کہ در و دیوار وجد میں آجاتے۔ حضورؐ کی وفات کے بعد اذان دینا
ترک کر دی تھی۔ شام ہجرت کر گئے تھے۔ اور جب ایک بار حسنؓ و حسینؓ کے مجبور کرنے پر مدینہ میں اذان دی۔
تو یاد محمدؐ میں لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئی تھیں۔ خبابؓ بن ارت لوہار تھے۔ مکہ کے ظالم ان کی دکان سے
کوئلے نکال نکال کر پشت کے بل انہیں اوپر لٹا دیتے۔ بار بار کی مشق ستم سے کمر کا چمڑا بھی کھسیا اور موٹا
ہو گیا تھا۔ اور کہتے اسلام کا انکار کرو۔ لیکن یہ مرد وفا کوہ ایمان ثابت ہوا۔ عمارؓ کی والدہ یاسرؓ کی بیوی
کی شرمگاہ میں ابوجہل نے نیزہ مار کر انہیں شہید کر دیا تھا۔ یاسرؓ کو ظالم پیٹتے۔ حضرت محمدؐ پاس سے گزرتے
اے آل یاسرؓ صبر کرو۔ میں تم سے جنت کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گلے میں ایک
دفعہ پٹکا ڈال کر اتنے زور سے بھینچا کہ آنکھیں باہر آنے لگیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو آ کر
چھڑایا اور کہا ظالمو اس لئے اسے مارتے ہو کہ یہ کہتے ہیں میرا پروردگار اللہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کو
اتنا پیٹا کہ جب گھر آئے تو سر کے بالوں کو جہاں ہاتھ لگاتے۔ بال ہاتھ میں آجاتے۔ اپنے گھر کے سامنے
چبوترے پر حضرت ابوبکرؓ کو قرآن پڑھنے سے منع کرتے۔ حضرت ابوذرؓ غفاری کو اسلام لانے پر ظالموں نے
خوب زدوکوب کیا۔ حتیٰ کہ ایک آنکھ مار سے نیلی ہو گئی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر خاک ڈالتے۔
راہ میں کانٹے بچھاتے۔ خانہ کعبہ کے سایہ میں نماز پڑھتے تو دشمن استہزا کرتا اذیتیں دیتا۔ خبابؓ بن ارت جن
کا ذکر اوپر آچکا ہے ایک دن حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور اس وقت خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما
تھے خباب نے آکر جو بیتی اس کا ذکر کیا۔ اور عرض کیا آپ ہمارے لئے کیوں خدا سے مدد طلب نہیں کرتے
حضور لیٹے تھے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں کے سروں پر آرے
رکھ کر انہیں چیر دیا گیا۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کے گوشت نوچ لئے گئے۔ لیکن یہ امر بھی انہیں دین
سے برگشتہ نہ کر سکا۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اللہ تعالےٰ اسی دین کو غالب کرے گا۔ اپنی منشاء کو پورا کر کے رہے گا
اور ایسا وقت آئیگا کہ مسافر اکیلا سفر کرے گا۔ اور سوائے خدا کے اسے کسی کا ڈر نہ ہوگا۔ ظالم دشمن ظلم میں بڑھتا
اور اسلام مکہ سے باہر بھی پھیلنے لگا۔ شمع محمدی کے گرد پروانے اکٹھا ہونا شروع ہوئے۔ بنو مخزوم میں سے ارقم
مسلمان ہوئے تو حضورؐ نے ان کے مکان کو تبلیغی مرکز بنایا۔ ان کا مکان کوہ صفا کے دامن میں تھا۔

ہجرت حبشہ

جب مکہ میں مسلمانوں کی تکلیف انتہاء کو پہنچی۔ تو حضور نے مسلمانوں کو ایتھوپیا یعنی حبشہ کی طرف ہجرت

کرجانے کا ارشاد فرمایا۔ ایتھوپیا براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ اس وقت وہاں کا بادشاہ اصحمہ تھا۔ حضور نے فرمایا حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہو رہا۔ ان ایام میں حبشہ کا دارالخلافہ اکسوم (Axum) تھا جو موجودہ شہر عدوا (Adwa) کے قریب واقع ہے۔ چنانچہ ۵ نبوی میں ۱۱ مرد اور چار عورتوں نے گھر بار چھوڑ کر حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں ان مسلمانوں کو امن کی زندگی نصیب ہوئی۔ اور قریش کے مظالم سے چھٹکارا نصیب ہوا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں حضور کے داماد عثمان بن عفان بھی تھے جو تیسرے خلیفہ ہوئے اور ان کی زوجہ رقیہؓ بھی تھیں۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عثمانؓ بن مظعون اور ابوسلمہؓ اور ان کی بیوی امِ سلمہؓ تھیں۔

بہرحال مسلمانوں نے صرف کفار کے مظالم مکہ میں سہے انہوں نے اپنے وطن اور گھر بار کو بھی خدا کے لئے خیرباد کہا۔ لیکن قریش کے مظالم خدا کی منشاء کو روک نہ سکے۔ اور خدا کا لگایا ہوا نخلِ اسلام پھیلنے اور پھولنے لگا سختیاں اور تکالیف اس کی ترقی کو روک نہ سکیں۔

مسلمانوں کا بائیکاٹ

اس زمانہ میں حضرت عمرؓ اور حضرت حمزہؓ بھی مسلمان ہو گئے۔ کفار نے جب یہ محسوس کیا کہ اسلام کی ترقی کو وہ روک نہیں سکے۔ تو انہوں نے ایک اور ظلم کا سوچا۔ انہوں نے کہا مسلمانوں کا سماجی بائیکاٹ کیا جائے۔ انہیں کھانے پینے کی کوئی چیز پہنچنے نہ پائے۔ چنانچہ قریش نے محرم ۷ نبوی میں ایک معاہدہ لکھا اور اسے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا کہ مسلمانوں کو ایک جگہ محصور کر کے تباہ کر دیا جائے۔ نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کی جائے۔ نہ ان سے خریدی جائے۔ ان کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ جانے دی جائے۔ چنانچہ حضور شعب ابی طالب میں جو ایک پہاڑی درہ تھا محصور ہو گئے صحابہ کا بیان ہے کہ ان ایام میں ہم جنگلی درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے۔ ان ایام میں بعض اوقات صحابہ نے سوکھے چمڑے پانی میں بھگو کر صاف کر کے پیٹ کی آگ بجھائی۔ بچوں کی یہ حالت تھی کہ گھاٹی سے باہر ان کے رونے کی آواز جاتی۔ قریش شکر کے شادیانے بجاتے۔ بعض مخالفین کے دل میں اس سے رحم بھی پیدا ہوتا۔

اس عرصہ میں مسلمان سوائے حج وغیرہ کے موسم کے باہر نہیں نکل سکتے تھے۔ یہ محاصرہ قریباً اڑھائی تین سال تک جاری رہا۔ ایک دن حضور نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا۔ مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ معاہدہ کی تحریر مٹ چکی ہے۔ اسے کیڑا کھا گیا ہے۔ صرف خدا کا نام باقی رہا ہے۔ حضرت ابوطالب اٹھ کر خانہ کعبہ پہنچے وہاں ابوجہل دوسرے رؤسا کے ساتھ بیٹھا تھا اسے یہ بتلایا کہ دیکھو میرے بھتیجے نے یہ بتلایا ہے۔ دیکھو

تو اس کی بات کس حد تک درست ہے۔ انہوں نے معاہدہ نکالا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بات درست نکلی اب قریش میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اس ظلم کو جاری رکھنے کے حق میں تھا۔ لیکن دوسرا گروہ اس ظالمانہ فعل کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ مطعم بن عدی نے ہاتھ بڑھا کر معاہدہ کو چاک کر دیا۔ اور ہتھیار بند ہو کر شعب ابی طالب میں گئے۔ اور تلواروں کے پہرہ میں مسلمانوں کو گھاٹی سے نکال کر مدینہ لائے۔ یہ واقعہ بعثت نبوی کے دسویں سال کا ہے۔ اور اس طرح اس ظلم کا خاتمہ ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی جامعہ احمدیہ میں آمد

۲۱ر دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عصر وہ ساعت سعد تھی۔ جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث جامعہ احمدیہ کی مسجد اور جامعہ احمدیہ کے نئے ہوسٹل جس کا نام اب "ناصر ہوسٹل" رکھا ہے کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ حضور جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے ہیں۔ راقم الحروف ذاتی شاہد ہے کہ حضور جامعہ کے طلبا اور جامعہ کی بہبودی میں گہری دلچسپی فرماتے حضور کی مساعی کا حاصل یہ ہوتا کہ طلبا جامعہ سلسلہ کے فدائی ہوں اور چند کتابوں کے رٹنے پر ہی اکتفا نہ کریں بلکہ سلسلہ کے لئے مفید وجود بنیں۔

حضور کی اس بار کی آمد جامعہ کے لئے ناقابل فراموش لمحات تھے۔ حضور جامعہ میں قریباً ۴ بجے سے نماز مغرب تک رہے۔ یہ سارا عرصہ یوں لگتا جیسے ایک شفیق باپ بچوں کے درمیان تشریف فرما ہوں۔ سارا وقت چہرہ پر تبسم۔ یوں محسوس ہوتا جیسے باغبان ایک ایک شاخ اور ایک ایک کلی کو دیکھ کر شاداں و فرحاں ہو جامعہ کے ایک ایک واقف زندگی سے مصافحہ فرمایا ان کی صحت کا پوچھا۔ بعض کے لئے علاج تجویز فرمایا۔

جامعہ احمدیہ کے ہوسٹل کے بڑے دروازے پر اساتذہ نے حضور کا استقبال کیا۔ حضور نے سب اساتذہ سے ازراہ لطف مصافحہ فرمایا۔ پھر ناصر ہوسٹل کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ ہوسٹل کے نئے رنگ کا معائنہ فرمایا۔ کامن روم میں ٹیبل ٹینس کھیل کر اس کا افتتاح فرمایا۔ ماشاء اللہ جسم میں وہی توانائی اور تیزی۔ اس کے بعد جامعہ کی الجمعیۃ العلمیہ کی درخواست پر حضور نے اپنے ساتھ تصویر کھینچنے کی درخواست منظور فرمائی اور جامعہ کے ہوسٹل کی انتظامیہ کے ساتھ بھی۔ اس کے بعد تلاوت قرآن پاک کے بعد پرنسپل صاحب نے حضور کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا۔ حضور نے جواب میں طلباء کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ بعد ازاں سالانہ علمی مقابلہ جات میں نمایاں طلب کو اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ ایک غیر ملکی طالب علم کو اپنی جیب خاص سے حاضر باشی کا انعام عطا فرمایا۔ اس کے بعد مہمانان کرام کے ساتھ چائے نوشی فرمائی۔ بعد ازاں مغرب کی نماز مسجد اقبال میں پڑھا کر حضور تشریف لے گئے۔ اس مسجد کا سارا خرچ بابو محمد اقبال صاحب آف گوجرانوالہ نے ادا فرمایا جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ما آتاکم الرسول فخذوہ

مظلوم کی پکار

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث معاذاً الی الیمن فقال اتق دعوۃ المظلوم فانہ لیس بینہا وبین اللہ حجاب

(ترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی دعوۃ المظلوم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن بھیجا تو فرمایا مظلوم کی دعا سے بچو۔ کیونکہ اس دعا اور اللہ کے درمیان کوئی روک نہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انہیں کئی نصائح فرمائیں۔ یہ نصائح احادیث کی کتب میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے ہر ہدایت و نصیحت ہر مسلمان کے لیے عموماً اور والی کے لیے بالخصوص مشعل راہ ہیں۔ حضور نے معاذ کو والی بنا کر بھیجتے وقت نصیحت فرمائی تھی کہ ظلم نہ کرنا۔ ظلم وہ خلق ہے جس کی قرآن مجید نے سب سے زیادہ مذمت کی ہے۔ مظلوم جب خدا کو پکارتا ہے۔ تو قبولیت اس کے استقبال کے لئے آگے بڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے مظلوم کی پکار کے لیے کھولے جاتے ہیں مظلوم کی دعا زمین سے بلند ہوتی اور سیدھی عرش پر جاتی ہے۔ ظلم سے دل جب خدا کے سامنے تڑپتا ہے تو زمین میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے آسمان میں جنبش پیدا ہوتی ہے۔ مظلوم کے آنسو رائیگاں نہیں جاتے۔ ان کے راتوں کو چھوڑے ہوئے تیر خطا نہیں جاتے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمیوں پر خدا کا سایہ ہوگا۔ ان سات آدمیوں میں سے ایک الامام العادل منصف لیڈر ہے۔ والیوں میں سے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عہد حکومت اسی تعلیم کی عملی تصویر تھی۔ سیدنا عمر بار بار یہ فرماتے تھے۔ ماذا تقول لربک غداً۔ عمر کل خدا کو کیا جواب دیگا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز ایک موقعہ پر ساری رات مصلے پر بیٹھے روتے رہے صبح بیوی نے گریہ کی وجہ پوچھی تو فرمایا مجھے یہ خیال آیا کہ قیامت کے دن جب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوچھیں گے کہ میری امت تیرے سپرد تھی تو نے اس سے کیا معاملہ کیا تو میں کیا جواب دونگا۔ یہ اسلامی تصور مسلمان والی کو بے قرار رکھتا ہے۔ نہ جانے اس کے ہاتھوں اس کی رعایا کے افراد یا رعایا کے کسی طبقہ سے ناانصافی تو نہیں ہوگی کسی سے ظلم تو نہیں ہوا۔ کسی کا دل تو نہیں دکھا۔

خداوند ہمارے ہاتھ کو ہر ظلم سے باز رکھنا۔ ہمیں ظالم نہ مظلوم بنانا تا ہماری دعائیں تیرے ہاں قبول ہوں۔

کلمات طیبات امام الزمان

صدق و صفا

"وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑ ہے۔ یہ   ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے اس پر ایمان لاؤ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اس کے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اسکو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے مگر تم اس حالت میں اس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے۔ اور تمہاری مرضی اور اسکی وحی اور تمہاری خواہشیں اسکی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مرادیابی اور نامرادی میں اسکے آستانہ پر پڑا رہے۔ تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اسکی رضا کا طالب ہو جائے اور اسکی قضا و قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے۔ اور اسکی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اسکے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ۔"

(کشتی نوح صفحہ ۱۷-۱۸ مطبوعہ نظارت اصلاح و ارشاد)

منظوم عربی کلام امام الزمان

فَدًى لَكَ رُوحِي يَا مُحَمَّدُ سَرْمَدًا

اے محمد تجھ پر میری روح قربان

وَوَاللّٰہِ اِنِّی قَدْ تَبِعْتُ مُحَمَّدًا ۔۔۔ وَفِیْ کُلِّ اٰنٍ مِنْ سَنَاہُ اُنَوَّرُ

خدا کی قسم میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہوں اور ہر آن میں اس کی روشنی سے منوّر کیا جاتا ہوں

وَذَالِكَ مِنْ بَرَكَاتِ رُوحِ رَسُولِنَا ۔۔۔ نَبِیٌّ لَّہٗ نُوْرٌ مُنِیْرٌ وَّ اَزْھَرُ

اور یہ سب ہمارے رسول کی روح کی برکت سے ہے۔ وہ ایسا نبی ہے جس کا نور روشن ہے اور بہت روشن ہے

رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ ضَعَّفَ اللّٰہُ شَانَہٗ ۔۔۔ وَبَدْرٌ مُنِیْرٌ لَا یُضَاھِیْہِ نَیِّرٌ

وہ رسول کریم ہے خدا اس کی شان بہت بڑھائے۔ وہ ایسا روشن چودھویں کا چاند ہے جس کی نظیر سورج بھی نہیں ہو سکتا۔

لَہٗ رُتْبَۃٌ فِی الْاَنْبِیَاءِ رَفِیْعَۃٌ ۔۔۔ فَطُوْبٰی لِقَوْمٍ طَاوَعُوْہُ وَخَیَّرُوْا

نبیوں میں اس کی شان برتر ہے۔ مبارک باد ہو ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اس کی اطاعت اور اسے اختیار کیا۔

وَجَاءَ بِقُرْاٰنٍ مَجِیْدٍ مُکَمَّلٍ ۔۔۔ مُنِیْرٍ فَنَوَّرَ عَالِمًا وَیُنَوِّرُ

وہ قرآن مجید لائے جو مکمل کتاب ہے۔ وہ کتاب روشن ہے اس نے دنیا کو منوّر کیا ہے اور منوّر کرے گی۔

اَنَرْغَبُ عَنْ دِیْنِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی ۔۔۔ وَدِیْنًا مُخَالِفَ دِیْنِہٖ نَتَخَیَّرُ

کیا ہم نبی مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے دین سے روگرداں ہیں اور اسکے مخالف کوئی اور دین ہم اختیار کرتے ہیں (ایسا نہیں ہو سکتا)

وَفِیْ مُھْجَتِیْ فَوْرٌ وَجَیْشٌ لِاَمْدَحَا ۔۔۔ سُلَالَۃَ اَنْوَارِ الْکَرِیْمِ مُحَمَّدًا

میرے دل میں جوش اور ولولہ ہے کہ مدح کرتا ہوں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جو خدا کے انوار کا خلاصہ ہے۔

فَوَجْہُ الْمَدِیْنَۃِ صَارَ مِنْہُ مُنَوَّرًا ۔۔۔ وَبَارَكَ حُرَّ الرَّمْلِ وَطْئًا وَقَرْدَدًا

مدینہ کا چہرہ حضورؐ کی ذات سے منوّر ہوگیا۔ اور وہ ریتلی اور پتھریلی زمین آپؐ کے قدموں سے مبارک ہو گئی۔

وَھٰذَا مِنَ النُّوْرِ الَّذِیْ ھُوَ اَحْمَدُ

اور یہ سب اس احمد کے نور کی برکت سے ہے۔

فَدًى لَكَ رُوحِي يَا مُحَمَّدُ سَرْمَدًا

اے محمد تجھ پر میری جان قربان

منظوم فارسی کلام امام الزمان

دل یکے۔ جاں یکے۔ نگار یکے

— (دل بھی ایک ہے، جان بھی ایک ہے، محبوب بھی ایک ہونا چاہیئے) —

ذاتِ پاکت بس است یار یکے — دل یکے ۔ جاں یکے ۔ نگار یکے
تیری ذات پاک، ہمارے لئے دوست کافی ہے۔ — دل بھی ایک ہے۔ جان بھی ایک ہے۔ محبوب بھی ایک ہونا چاہیئے

ہرکہ پوشیدہ باتو درسازد — رحمتت آشکار بنوازد
جو پوشیدہ تجھ سے تعلق رکھتا ہے۔ — تیری رحمت کھلم کھلا اس پر مہربانی کرتی ہے۔

ہرکہ گیرد درت بصدق و حضور — از در و بامِ او ببارد نور
جو صدق و اخلاص سے تیری چوکھٹ پکڑتا ہے۔ — اس کے در و بام سے نور کی بارش برستی ہے

ہرکہ راہت گرفت کارش شد — صد امیدے بروزگارش شد
جو تیری راہ پر گامزن ہوا اس کا کام بن گیا۔ — اور اسکی کامیابی کی سو امیدیں بندھ گئیں

ہرکہ راہِ تو جُست یافتہ است — تافت آں رو کہ سرنتافتہ است
جس نے تیری راہ ڈھونڈی اس نے تجھے پالیا — وہ چہرہ نورانی ہوگیا جس نے تجھ سے سرکشی نہ کی۔

وانکہ از ظلِّ قربت تو رمید — بر درِ ہرکہ رفت ذلّت دید
مگر جو تیرے قرب کے سایہ سے بھاگا۔ — وہ جس کے دروازہ پر بھی گیا ذلّت دیکھی۔

اے خداوند من گناہم بخش — سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
اے میرے خداوند! میرے گناہ بخش دے — اور اپنی درگاہ کی طرف مجھے رستہ دکھا۔

روشنی بخش در دل و جانم — پاک کُن زگناہِ پنہانم
میری جان اور میرے دل میں روشنی دے — اور مجھے میرے مخفی گناہوں سے پاک کر۔

زیارتِ دیارِ حبیب اور قید و بند

مولوی محمد شریف صاحب مولوی فاضل کی خود نوشت سرگزشت

(قسط اوّل)

مکہ مکرمہ میں قیام

امسال جنوری ۱۹۷۴ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ خاکسار کو اور خاکسار کی والدہ صاحبہ کو حج کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

نذیر احمد صاحب انصاف کمپنی والے بھی ہمارے ہمراہ تھے۔ ہم بارہ احمدی احباب نے مکہ معظمہ میں اکٹھا کمرہ کرایہ پر لیا اور مکان کرایہ پر لینے کا انتظام نذیر احمد صاحب کے سپرد کیا۔ انہوں نے ہمارے ساتھ تین غیر از جماعت احباب کو بھی شامل کر لیا جو چنیوٹ کے رہنے والے تھے۔ ہمارا مکہ معظمہ میں قیام پورے چار ماہ کا تھا۔ حج کا فریضہ ادا کرنے کے بعد باتوں باتوں میں ان کو ہمارے احمدی ہونے کا علم ہو گیا۔

سننے میں آیا ہے کہ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے مکہ معظمہ پہنچکر تقریر کی کہ جو مرزائیوں کی نشاندہی نہیں کریگا اس کا حج قبول نہیں ہوگا۔ چنانچہ ہمارے کمرہ میں رہنے والے نے ہماری مخبری کر دی۔ ایک دن ہمارے مکان پر تین آدمی آئے۔ غالب خیال یہی ہے کہ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے ان کو جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ انہوں نے مجھے کمرہ سے باہر بلا کر کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہاں مرزائی رہتے ہیں۔ آپ ہمیں تسلی کرا دیں۔ ورنہ معاملہ سعودی عرب کی حکومت تک پہنچ چکا ہے۔ آپ کو اور آپ کی مستورات کو بھی عدالت میں جانا پڑے گا۔ اگر آپ مسلمان ہو جائیں تو یہ معاملہ رفع دفع کروا دیا جائے گا۔ میں نے انکو کہا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہم مسلمان ہیں وہ کہنے لگے کہ آپ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیا مانتے ہیں۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مرزائی (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو نبی مانتے ہیں۔ میں نے ان کو کہا کہ یہ بحث مباحثہ کی جگہ نہیں ہے، ہم مسلمان

ہیں۔ اس سے زیادہ میں آپ سے کوئی بات نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ وہ یہ کہہ کر چلے گئے کہ ہمارا مقصد حل نہیں ہوا۔

جب ہمارے احمدی احباب کو علم ہوا کہ ہمارے احمدی ہونے کا ان کو علم ہو گیا ہے۔ تو ان میں سے پانچ آدمی مدینہ منورہ چلے گئے اور چار جدہ روانہ ہو گئے۔ اور باقی خاکسار اور خاکسار کی والدہ کمرہ میں ان غیر از جماعت احباب کے ساتھ رہ گئے۔ کیونکہ ہم مدینہ منورہ حج کرنے سے پہلے جا چکے تھے۔

ایک دن مجھے انعام الٰہی جنجوعی نے جو احمدی نہ تھا اور ہمارے کمرہ میں رہائش پذیر تھا کہا کہ آپ تسلی رکھیں۔ آپ کا معاملہ رفع دفع ہو چکا ہے۔ سعودی عرب کی حکومت نے کہا ہے کہ ہمارے لئے سارے فرقے برابر ہیں۔ ہم کسی کو روک نہیں سکتے۔ اس سے قبل جدہ سے ایک دوست ہمارے کمرہ میں تشریف لائے تھے اور ان سے میں نے ذکر کیا کہ ہمارے احمدی ہونے کا پتہ لگ چکا ہے۔ کہیں اس وجہ سے ہمیں کوئی گرفت تو نہیں ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ آپ پاسپورٹ پر یہاں آئے ہیں تو آپ کو کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ میں نے احتیاطاً والدہ صاحبہ کو کہہ دیا کہ اگر میں قید ہو گیا تو آپ گھبرا نہ جائیں۔ چنانچہ وہ تینوں غیر از جماعت احباب جو ہمارے مکان پر آئے تھے۔ وہ میرے تعاقب میں لگے رہے۔

حرم پاک میں تلاوت قرآن پاک

تاکس ربارچ کی ۱۶-۱۷ کی درمیانی رات کو مسجد حرام میں عشاء کی نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا کہ ایک آدمی میرے پاس آ کر بیٹھ گیا اور مجھے کہنے لگا کہ آپ کہاں کے رہنے والے ہیں۔ آپ کا پیشہ کیا ہے میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہا۔ اتنے میں ایک جوشیلا آدمی میری طرف آیا اور اس نے آتے ہی مجھ سے قرآن مجید چھین لیا اور کہا کہ شریف آدمی آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں اور آپ کوئی توجہ نہیں کرتے۔ اور اس نے کہا کہ میں حرم کا نقیب ہوں۔ آپ مجھے بتائیں کہ (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو آپ مانتے ہیں یا نہیں۔ میں نے کہا کہ میں اس بارہ میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی اس قسم کی بات کرنے کا یہ موقعہ ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور فریضہ حج ادا کرنے کے لئے آیا ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تم نہیں بتاتے۔ تو میں تمہیں حرم کی پولیس کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ پولیس کے ایک سپاہی کو بلا کر مجھے اس کے حوالے کر دیا گیا۔ پولیس کا سپاہی مجھے حرم کی پولیس کے دفتر میں لے گیا وہاں منظور احمد جنجوعی اور وہ تینوں غیر از جماعت احباب (جو ہمارے مکان پر گئے تھے) موجود تھے۔

پولیس افسر کے سامنے میرا بیان

مدیر الحرم (تھانیدار) کو گھر سے بلوایا گیا۔ منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ یہ قادیانی ہے۔ مدیر الحرم نے پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہے۔ کہ یہ قادیانی ہے تو مولوی منظور احمد چنیوٹی نے جواب دیا کہ ان کے کمرے میں جو آدمی رہتے ہیں انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ قادیانی ہے۔ مدیر الحرم نے میرا بیان لیا۔ میں نے کہا کہ میں احمدی ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو امام مہدی مانتا ہوں۔ آپ اسلام کی تجدید کے لئے تشریف لائے تھے۔ مدیر الحرم مولوی منظور احمد چنیوٹی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ سعودی عرب کی حکومت نے قادیانیوں کے آنے پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ پھر یہ لوگ یہاں کیسے آجاتے ہیں۔ تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ان لوگوں کے نام بھی مسلمانوں والے ہیں اور کام بھی مسلمانوں کی طرح ہی کرتے ہیں۔ حکومت پاکستان ان کو پاسپورٹ دے دیتی ہے۔ اور یہ یہاں آجاتے ہیں۔ بظاہر ان میں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی امتیاز نہیں۔ حکومت پاکستان نے ان کو ابھی تک غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا۔ مدیر الحرم نے مجھ سے کہا کہ آپ اپنے بیان پر قائم ہیں۔ میں نے کہا بالکل قائم ہوں۔ چنانچہ مجھے ہتھکڑی لگا کر راتوں رات جیل بھجوا دیا گیا اور والدہ صاحبہ کو میرے گرفتار ہونے کا علم نہیں تھا۔ مجھے جیل میں سخت پریشانی ہوئی کہ والدہ صاحبہ کا کیا حال ہو رہا ہو گا۔ جیل میں مجھ سے دوسرے قیدیوں نے دریافت کیا کہ آپ کو کس جرم میں گرفتار کیا گیا ہے۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مریدوں میں سے ہوں اور یہ کہتے ہیں کہ تم مسلمان نہیں ہو۔ ان میں سے ایک کہنے لگا کہ یہ کیسے لوگ ہیں۔ ہم کو بھی بلا وجہ تین ماہ سے قید کیا گیا ہے۔ اور مجھے تسلی دی کہ آپ پاسپورٹ لے کر آئے ہوئے ہیں آپ کو یہ ضرور واپس پاکستان بھجوائیں گے۔

دوسرے روز مجھے جیل سے نکال کر حرم میں لے جایا گیا۔ وہاں میں نے ان کو کہا کہ میری والدہ صاحبہ کو اطلاع دی جائے۔ وہ سخت پریشان ہو رہی ہوں گی۔ چنانچہ مجھے ہمارے مکان پر لایا گیا۔ سامان کی تلاشی لی گئی اور سارا سامان پاسپورٹ لے کر قبضہ کر لئے گئے۔ والدہ صاحبہ کو بھی میرے ہمراہ ساتھ لے لیا گیا۔ اور حرم کی حوالات میں بند کر دیا گیا۔ جب مجھے پیشاب پاخانہ کی حاجت محسوس ہوتی۔ تو میں ان سے رفع حاجت کے لئے کہتا۔ وہ مجھے ہتھکڑی لگا کر بیت الخلاء اور جاتے ہوئے وضو کرنے لے جاتے تو ہمارے وطنی لوگ مجھے معنی خیز نظروں سے دیکھتے تو میں ان کو کہتا میرا جرم صرف یہ ہے کہ میں احمدی ہوں۔ بعض لوگ تو اظہار ہمدردی کرتے اور بعض لوگ کہتے کہ تم اسی سلوک کے مستحق ہو۔

عدالت میں وحی کے متعلق سوالات

مدیرالحوم نے میرا دوبارہ بیان قلم بند کیا اور پوچھا کہ تم کمرہ میں کتنے آدمی رہتے تھے۔ میں نے جواب دیا کہ پندرہ آدمی ہم ایک کمرہ میں رہتے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تمام قادیانی تھے۔ میں نے جواب دیا کہ سوائے تین آدمیوں کے باقی سب احمدی تھے۔ اس نے کہا کہ پہلا بیان دیتے وقت تم نے یہ بات کیوں نہ بتائی۔ میں نے کہا کہ جو آپ پوچھیں گے وہ صحیح اور سچ بتاؤں گا۔ یہ نہیں کہ میں ہر بات آپ کو بتاؤں اس پر وہ خاموش ہو گیا۔

مجھے اور والدہ صاحبہ کو عدالت میں قاضی صاحب کے سامنے پیش کیا گیا۔ سرکاری ترجمان ساتھ تھا مولوی منظور احمد چنیوٹی اور تینوں غیر احمدی بھی ساتھ تھے۔ مولوی منظور احمد چنیوٹی نے قاضی کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب حقیقۃ الوحی پیش کی اور کہا کہ یہ مرزا صاحب پر وحی نازل ہوئی ہے۔ قاضی نے پڑھنا شروع کیا۔

یا احمد بارک اللہ فیک۔ ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی

اس نے مجھے کہا کہ کیا تم ایمان رکھتے ہو کہ یہ وحی ہے۔ میں نے کہا کہ میرا ایمان ہے کہ یہ وحی ہے۔ اس نے کہا کہ یہ کیسے وحی ہو سکتی ہے اس میں کچھ اپنے الفاظ شامل کئے گئے ہیں اور کچھ قرآنی آیات ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ اسی طرح کی وحی ہے جس طرح دوسرے انبیاء پر نازل ہوئی۔ اور قرآنی آیات دوبارہ نازل ہوئی ہیں۔

پھر قاضی مجھے کہنے لگا کہ وحی کون کون ذرائع سے نازل ہوتی ہے میں نے کہا کہ قرآن مجید میں وحی کے نزول کے تین ذرائع بیان ہوئے ہیں۔ ایک تو براہ راست وحی آتی ہے۔ اور دوسرے من وراء حجاب اور تیسرے فرشتہ کے ذریعہ۔

امام مہدی کے ظہور کا وقت

پھر کہنے لگا کہ امام مہدی کے ظہور کا کونسا وقت ہے۔ میں نے کہا کہ حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت امام مہدی ایسے وقت میں ظہور فرمائیں گے کہ

لَمْ یَبْقَ مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُهٗ وَلَمْ یَبْقَ مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ
مَسَاجِدُهُمْ خَالِیَةٌ مِنَ الْهُدٰی وَعُلَمَاءُهُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ

کہنے لگا (نعوذ باللہ) ھذا احدیث الشیطان۔ پھر کہنے لگا کہ آپ ہمارے نزدیک مرتد ہیں اور واجب القتل ہیں۔ آپ توبہ کر کے ہمارے نظریات قبول کر لیں۔ ورنہ ہم آپ کو قتل کی سزا دیں گے۔ میں نے کہا کہ "مرنا ایک دن ضرور ہے میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا۔ میں کسی حالت میں بھی احمدیت سے تائب نہیں ہو سکتا"۔

قرآن مجید لے لیا۔

عدالت سے مجھے اور والدہ صاحبہ کو حرم واپس لایا گیا۔ وہاں ہمیں ایک آدمی ملا جو رحم دل معلوم ہوتا تھا اس کا نام محمد عالم عطرجی تھا۔ اس نے مجھے کہا کہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سعودی عرب کی حکومت نے احمدیوں کا داخلہ ممنوع قرار دیا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے اس بات کا علم نہیں تھا۔ اور ہم اسی بات کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ اس نے کہا کہ آپ مجھ سے مباحثہ کریں۔ اگر آپ نے مجھے قائل کر لیا تو میں احمدی ہو جاؤں گا اور اگر میں نے آپ کو قائل کر لیا تو آپ کو احمدیت چھوڑنی ہوگی۔ میں نے کہا کہ مجھے منظور ہے۔ اس نے کہا آپ استخارہ کریں۔ چنانچہ میں نے استخارہ کیا اور میرے دل نے گواہی دی کہ حیات مسیح اور وفات مسیح کے مسئلہ پر بحث کی جائے۔ چنانچہ میں نے اپنے قرآن مجید پر ان آیات کے حوالے نوٹ کرنے شروع کر دیئے جن سے وفات مسیح پر استدلال کرتا تھا۔ مدیر الحرم کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے مجھے بلا کر قرآن مجید مجھ سے لے کر ضبط کر لیا۔

ہمارا دین اسلام ہے

دوسرے روز ہم پھر عدالت میں پیش ہوئے۔ اس روز آٹھ دس کے قریب قاضی تھے۔ میرا بیان پڑھ کر سنایا گیا اور کہا گیا یہ شخص حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے اور یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی جاری ہے۔ حالانکہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔ میں نے کہا کہ میں قرآن مجید سے ثبوت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی جاری ہے اور میں نے کہا کہ شہد کی مکھی کو وحی ہوئی اور حضرت عیسے علیہ السلام کے حواریوں کو وحی ہوئی۔ تو کیا اللہ تعالے کے مامور مہدی علیہ السلام کو وحی نہیں ہو سکتی۔ تو ان میں سے جو قاضی القضاۃ تھا کہنے لگا۔ ابلیس ملعون شیطان اُسکُت۔ پھر مجھے کہا گیا کہ تم مرتد ہو۔ اگر تم نے قادیانی دین سے توبہ نہ کی تو ہم تم کو قتل کی سزا دیں گے۔ میں نے کہا قادیانی دین کوئی دین نہیں ہے۔ ہمارا دین اسلام ہے۔

میرے جذبات

مجھے قتل کی دھمکی دی گئی تو اس وقت مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ قول یاد آگیا جو حضور نے حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ

"اے عبد اللطیف تجھ پر ہزاروں سلام اور رحمتیں ہوں۔ تو نے میری زندگی ہی صدق کا وہ نمونہ دکھایا میں نہیں جانتا کہ میرے مرنے کے بعد میرے ماننے والے کیا نمونہ دکھائیں گے"۔

اور جتنا عرصہ میں جیل میں رہا حضور علیہ السلام کا یہ قول میرے ذہن میں رہا نیز میں نے کہا کہ اے خدا مجھے یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ میں اگر دین کی راہ میں مارا جاؤں تو شہید اور اگر زندہ سلامت واپس چلا جاؤں تو غازی۔ اور میں نے قاضی کو یہ بھی کہا کہ ہم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسی نبوت پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے بغیر کسی شریعت جدیدہ کے ہو اور احیاء اسلام کے لئے ہو۔ یہ بات میں نے اپنے بیان میں مزید لکھوائی کہ

النبوۃ بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدون الشریعۃ لاحیاء الاسلام

اور میں نے کہا کہ اس قسم کی نبوت کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت سے ملتا ہے۔

وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

یہ آیت سنکر قاضی کہنے لگا کہ مِنَ النَّبِيّٖنَ سے مراد گزشتہ نبی ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا صدیق بھی گزشتہ مراد ہیں۔ اور شہداء اور صالحین بھی گزشتہ مراد ہیں تو اس پر قاضی خاموش ہو گیا۔

پھر منظور احمد چنیوٹی کہنے لگا کہ اس آیت میں تو مع کا لفظ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نبیوں کے ساتھ ہوں گے۔ میں نے اسے کہا کہ دوسری جگہ قرآن مجید میں آتا ہے کہ وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ تو کیا نیکوں کے ساتھ تم بھی مر جاتے ہو؟

(باقی)

مجلس انصار اللہ کا چندہ ہر ماہ کی دس تاریخ تک مرکز میں پہنچا دیں

نمازِ وتر اور اس کے مسائل

(مکرم و محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

سوال۔ وتر کی نماز عشاء کا جزو ہے یا نماز تہجد کا۔ اگر مغرب اور عشاء جمع ہوں تو وتر پڑھنے کیوں ضروری سمجھے جاتے ہیں جبکہ جمع کی صورت میں فرض کے علاوہ کوئی اور نماز سنتیں وغیرہ نہیں پڑھی جاتی۔

جواب۔ اصل میں تو وتر نماز تہجد کا جزو ہیں یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کی آخری تین رکعتوں کو وتر کی صورت میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ لیکن چونکہ وتر نماز کی الگ بھی تاکید آئی ہے۔ اور ہر ایک نماز تہجد کے لئے نہیں اُٹھ سکتا یا اپنے عوارض کی وجہ سے اٹھ نہیں سکتا۔ اس لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ایسا شخص نماز عشاء کے بعد سونے سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لیا کرے۔ اس لحاظ سے وتر کی نماز کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ کہتے ہیں۔

۱۔ اوصانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوتر قبل النوم

(بخاری باب ساعات الوتر جلد اول ص۱۳۵)

ترجمہ:۔ مجھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی سونے سے پہلے وتر پڑھ لیا کروں

۲۔ دوسری حدیث جابرؓ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں:۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خاف ان لا یقوم من اٰخر اللیل فلیوتر اوّله ومن طمع ان یقوم اٰخره فلیوتر اٰخر اللیل

(مسند باب من خاف ان لا یقوم من اٰخر اللیل جلد اول ص۲۹۰)

ترجمہ:۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو ڈرتا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اٹھ نہیں سکے گا۔ وہ رات کے شروع میں وتر پڑھ لے اور جسے امید ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اٹھے گا وہ رات کے آخری حصہ میں وتر پڑھے۔

سوال۔ وتر کس وقت پڑھنے چاہئیں؟

جواب۔ (از حضرت خلیفۃ اول رض) وتر پہلی رات کو پڑھ لینا بہتر ہے۔ پچھلی رات بھی پڑھے جا سکتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ پہلی رات پڑھ لیئے جائیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی طریق عمل ہے کہ آپ پہلی رات کو پڑھ لیا کرتے ہیں۔ (بدر ۱۲ جنوری ۱۹۰۲ء فتاوے المسیح موعودؑ صفحہ ۵۳)

وتروں کے بعد نفل

سوال۔ وتر ادا کرنے کے بعد نوافل پڑھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر نوافل پڑھے جا سکتے ہوں تو کیا دوبارہ وتر پڑھنے ضروری ہیں۔

جواب۔ عشاء کی نماز اور وتر پڑھنے کے بعد طلوع فجر سے پہلے پہلے نوافل پڑھے جا سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شرعی روک نہیں۔ تاہم یہ انسب سمجھا گیا ہے کہ نوافل وتر کی نماز سے پہلے ادا کئے جائیں اور رات کی نفل نماز کا اختتام وتر پر ہو۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا اجعلوا آخر صلوتکم من اللیل وترا (مسلم باب صلوۃ اللیل مثنی مثنی والوتر من آخر اللیل صفحہ ۲۸۹) کہ رات کی آخری نماز وتر ہونی چاہیئے۔ لیکن اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے ساتھ ہی وتر پڑھ لے اور پھر تہجد کے وقت اٹھ کر نوافل پڑھے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ وتر بھی پڑھے۔ حضرت ابوبکر رض اور کئی جلیل القدر صحابہ کا یہی مسلک تھا۔ اور وہ بعد میں دوبارہ وتر پڑھنے کو ناپسند کرتے تھے۔ یہی طریق انسب اور اقرب الی الصواب بھی ہے کیونکہ

الف۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ ایک رات میں دو دفعہ وتر نہ پڑھے جائیں اور صورت متذکرہ میں تو ایک طرح سے تین دفعہ وتر پڑھنے کی شکل بن جاتی ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

ب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک رکعت تو سونے سے پہلے پڑھی جاوے اور پھر درمیان میں انسان سوئے۔ پیشاب پاخانہ کرے۔ باتیں کرے۔ وضو کرے اور پھر ایک رکعت پڑھے۔ اور وہ پہلے پڑھی ہوئی رکعت کا حصہ بن کر دو رکعت کی ایک نماز بن جائے گی۔ معمول نماز میں بھی اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

ج۔ آخری نماز وتر ہونے کا حکم شوقیہ ہے لازمی نہیں کیونکہ خود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعض اوقات وتروں کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ

کان یصلّی ثلاث عشرۃ رکعۃ یصلّی ثمان رکعاتٍ ثمّ یُوتر ثمّ یصلّی رکعتین وھو جالسٌ۔

(صحیح مسلم باب جواز النافلۃ قائماً وقاعداً جلد اول ص۲۵۳ مصری)

پس ضروری نہیں کہ رات کی آخری نماز کو وتر بنانے کے لئے کوئی حیلہ اختیار کیا جائے۔ تاہم چند علماء کی رائے یہ ہے کہ پچھلی رات اگر کوئی نوافل پڑھے تو اس کے لئے دوبارہ وتر کی نماز پڑھنا جائز ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ پچھلی رات اٹھ کر پہلے صرف ایک رکعت پڑھے۔ یہ رکعت رات کے پہلے حصہ میں پڑھے ہوئے وتر کی ایک رکعت کے ساتھ مل کر دو رکعت نفل یعنی دوگانہ بن جائے گی۔ اس کے بعد حسب ارادہ نوافل پڑھے۔ اور پھر آخر میں دو رکعت کے ساتھ ایک مزید رکعت پڑھ کر اسے وتر بنا لے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

"اگر میں سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں اور پھر رات کو آخری حصہ میں تہجد کے لئے اٹھوں تو پہلے میں ایک رکعت پڑھتا ہوں۔ اسی طرح رات کے پہلے حصہ کے وتر کو شفع یعنی دوگانہ بنا لیتا ہوں۔ پھر دو دو رکعت کر کے نفل پڑھتا رہتا ہوں۔ اور آخر میں ایک رکعت وتر بنا لیتا ہوں۔" (مسند احمد جلد دوم ص۱۳۵)

اسی طرح حضرت علیؓ کی روایت ہے۔ آپ نے فرمایا:۔

الوتر ثلاثۃ انواع فمن شاء ان یوتر اول اللیل اوتر فان استیقظ فشاء ان یشفعھا برکعۃ ویصلی رکعتین رکعتین حتی یصبح ثم یوتر وان شاء رکعتین حتی یصبح وان شاء اٰخر اللیل اوتر

(مسند امام شافعی بحوالہ نیل الاوطار باب لا وتران فی لیلۃ ص۴۶/۳)

یعنی وتر پڑھنے کی تین صورتیں ہیں

اوّل۔ یہ کہ رات کے پہلے حصّہ میں ہی وتر پڑھ لے اور پھر بعد میں تہجّد کے لئے اٹھے تو صرف نماز تہجد ہی پڑھے۔ اور دوبارہ وتر نہ پڑھے۔

دوم یہ کہ سو کر اٹھنے کے بعد ایک رکعت پڑھ کر پہلے وتر کو شفع یعنی جفت بنا لے۔ پھر دو دو رکعت تہجد پڑھتا رہے۔ اور آخر میں پھر ایک رکعت وتر کی پڑھ لے۔

سوم یہ کہ وتر کی نماز سونے سے پہلے نہ پڑھے۔ بلکہ تہجد کے بعد آخر حصّہ رات میں پڑھے۔ بہرحال یہ صورت ایک حیلہ سے زیادہ اہمیت کی حامل نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

سوال۔ وتر نماز کی قضا کی جائے یا نہیں؟

جواب۔ فرضوں کی قضا ضروری ہے۔ وتروں کی قضا فرضوں کی طرح ضروری تو نہیں لیکن پڑھ لینا اولیٰ ہے۔ طلوع فجر کے بعد اور نماز فجر سے پہلے پہلے بھی اور سورج نکلنے کے بعد بھی جس وقت چاہے وتروں کی قضا کر سکتا ہے۔

عن ابی سعید الخدریؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من نام عن الوتر او نسیہ فلیصلّ اذا ذکرا و اذا استیقظ۔

(ترمذی ابواب الوتر باب فی الرجل ینام عن الوتر الخ جلد اول ص۶۱)

حقیقی پاکیزگی کیلئے تین امور

یہ کس قسم کا پاک ہونا ہے جس میں تزکیہ نفس کی کچھ بھی ضرورت نہیں بلکہ حقیقی پاکی تب حاصل ہوتی ہے۔ جب انسان گندگی زندگی سے توبہ کرکے ایک پاک زندگی کا خواہاں ہو۔ اور اس کے حصول کے لئے صرف تین باتیں ضروری ہیں۔

۱۔ ایک تدبیر اور مجاہدہ کہ جہاں تک ممکن ہو گندی زندگی سے باہر آنے کی کوشش کرے۔

۲۔ اور دوسری دعا کہ ہر وقت جناب الٰہی میں نالاں رہے۔ تا وہ گندی زندگی سے اپنے ہاتھ سے اس کو باہر نکالے اور ایک ایسی آگ اس میں پیدا کرے۔ جو بدی کے خس و خاشاک کو بھسم کر دے اور ایک ایسی قوت عنایت کرے جو نفسانی جذبات پر غالب آجاوے۔ اور ایک الٰہی نور اس کے دل پر نازل ہو۔ اور ایک ایسا چمکتا ہوا شعاع اس کے نفس پر گرے کہ تمام تاریکیوں کو دور کر دے۔ اور اس کی کمزوریاں دور فرمائے۔ اور اس میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ کیونکہ دعاؤں میں بلاشبہ تاثیر ہے۔ اگر مُردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر گندے پاک ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے مگر دعا کرنا اور مرنا قریب قریب ہے۔

۳۔ تیسرا طریق صحبت کاملین و صالحین ہے۔ کیونکہ ایک چراغ کے ذریعہ سے دوسرا چراغ روشن ہو سکتا ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ ص۳۲)

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض روایات

روایات مرزا نذیر حسین صاحب تاجر مرہم عیسیٰ

(۵)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ رات تقریباً ۱۲ بجے تک تصنیف کا کام کرتے رہتے پھر سو جاتے اور رات ۲ بجے پھر اٹھ بیٹھتے اور پہلے وضو کر کے پھر نماز تہجد میں مصروف ہو جاتے۔ اور صبح کی اذان سے تقریباً ۵ منٹ پہلے نماز سے فارغ ہوتے۔ آپ کی تہجد میں رکعات کوئی زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ نماز لمبی ہوتی تھی، زیادہ وقت سجدوں میں لگاتے۔ جب بھی مجھے حضور کے نماز والے کمرے میں سونے کا اتفاق ہوا حضور کو میں نے تہجد کی نماز کے دوران سجدہ میں بہت گریہ و زاری کرتے دیکھا۔ گریہ و زاری کی آواز حضور کی یوں آتی تھی جیسے ہنڈیا چولہے پر پک رہی ہو اور اس میں سے گڑگڑاہٹ کی آواز آتی ہو۔ سجدہ میں حضور کافی دیر رہتے تھے۔ قیام میں سمع اللہ لمن حمدہ کے وقت بھی دعا فرما لیا کرتے تھے۔ دو تین گھنٹے نماز تہجد میں عموماً حضور گزارتے تھے۔ بیدار ہونے پر وضو کے لئے سردی کے ایام میں حضور کا یہ دستور تھا کہ نماز عشاء کے بعد حضور تانبے کی گاگر میں گرم پانی ڈلوا لیتے تھے اور اس گاگر کے اوپر نیچے بعد دیگرے تین لوئیاں ڈال دیتے تھے اور چاروں طرف سے ڈھک دیتے تھے۔ جس سے وہ پانی حضور کے لئے تہجد کے وقت تک گرم رہتا اور حضور اس گرم پانی سے وضو فرماتے تھے۔

حضور کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جو دو زرد چادریں ملی تھیں وہ دو بیماریاں تھیں۔ ایک دوران سر اور دوسری کثرت پیشاب کی جس کو ذیابیطس بھی کہتے ہیں۔ حضور تصنیف کرتے وقت یا پڑھتے وقت عمداً ٹہل کر لکھتے یا پڑھتے تھے۔ اس طرح سے دوران سر کے چکروں کا اثر کم ہو اور پڑھا لکھا جا سکے۔ پیشاب کے دورے کے اوقات میں حضور تہجد کی دو رکعت پڑھ کر پیشاب کے لئے جاتے اور آ کر پھر وضو فرماتے اور نماز میں مصروف ہو جاتے۔ سن ۱۹۰۵ء میں ایک دفعہ میں نے بھی کوشش کی کہ جب حضور تہجد شروع کریں۔ تو میں ذرا فاصلے پر نماز شروع کر دوں۔ حضور

کی نماز اتنی لمبی تھی کہ خاکسار جو کہ تندرست اور مضبوط تھا وہ بھی پون گھنٹے کے بعد تھک گیا اور دو رکعت ختم کر لیں حضور کا دستور نماز تہجد کے بعد عموماً استغفار تسبیح و تحمید اور درود بکثرت پڑھنے کا تھا۔ نماز تہجد میں جب حضور دو رکعت ختم کرتے۔ تب بھی تسبیح و تحمید کے بعد استغفار پڑھتے پھر نماز شروع کرتے۔ حضور کا معمول تھا کہ اذان صبح کے بعد تھوڑے وقفہ تک استغفار ہی پڑھتے رہتے۔ پھر صبح کی نماز کی سنتیں پڑھتے اور پھر حضور مسجد تشریف لے جاتے۔ مسجد کو جاتے ہوئے حضور تیز چلتے اور ساتھ ہی کچھ پڑھتے جاتے تھے۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ حضور جو پڑھتے ہیں۔ میں بھی سنکر پڑھا کروں۔ مگر حضور کی رفتار اتنی تیز ہوتی کہ خاکسار ساتھ ملکر نہ سن سکتا۔ مسجد میں فرض پڑھنے کے بعد اگر کوئی ملنے والے ہوتے۔ تو مسجد میں ٹھہر جاتے۔ ان سے فارغ ہو کر پھر جلد گھر آکر قرآن کی تلاوت فرماتے۔ اور تلاوت کے بعد سیر کو روانہ ہو جاتے۔

(۶)

جب تک حضور کا لنگر خانہ حضور کے گھر میں تھا تو حضور کھانے کے وقت اپنے مہمانوں کے ساتھ گول کمرے میں بیٹھ کر کھانا کھایا کرتے تھے۔ عموماً خاکسار جب قادیان میں ہوتا تو حضور کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرتا تھا۔ کھانے میں حضور کا دستور بھی بہت کم کھانے کا تھا۔ حضور احباب کے ساتھ ہی کھانے پر بیٹھتے اور احباب کے ساتھ ہی کھانے سے اٹھتے۔ کھاتے ہوئے جب احباب کوئی بات دریافت کرتے۔ تو حضور اس کا جواب بھی تسلی بخش دیتے تھے۔ عموماً کھاتے وقت باتیں ہوتی رہتی تھیں۔ حضور کے کھانے کا یہ طریق تھا کہ حضور روٹی کا چھوٹا سا ٹکڑا توڑ کر ہاتھ میں لے کر اس کو انگلیوں میں ملتے تھے پھر اس کو نظر کے سامنے لاکر دیکھتے کبھی اس کو سالن سے لگا کر کھا لیتے اور کبھی چھوڑ دیتے۔ اور جب کھانا کھا چکتے تو حضور کی روٹی میں سے مشکل سے نصف روٹی کھائی ہوئی ہوتی۔ میرا دستور یہ تھا کہ وہ ٹکڑے جو حضور نے چھوڑ دیئے ہوئے ہوتے تھے انکو اکٹھا کر کے خود کھا لیتا۔ اور بچی ہوئی روٹی میں سے بھی کچھ لے کر کھا لیتا۔ یہ بات میری سمجھ میں ایک عرصہ تک نہ آئی کہ حضور بعض ٹکڑے کھانے سے کیوں چھوڑ دیتے ہیں۔ آخر ایک دن حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ سے جو میں ان کے گھر گیا ہوا تھا یہ سوال پوچھا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضؓ نے فرمایا کہ اہل اللہ جب کھانے بیٹھتے ہیں تو وہی کھاتے ہیں جس کو خدا کھانے کے لئے کہتا ہے۔ باقی نہیں کھاتے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کرتے ہیں۔ تب یہ سمجھ آئی۔

(۷)

جب کبھی حضور کی طبیعت ناساز ہوتی اور حضور نماز کے لئے مسجد میں بھی نہ آسکتے۔ تو اپنے گھر والوں اور

بچوں کو اکٹھا کر کے خود نماز پڑھا دیتے۔ ایسی حالت میں حضور عموماً بیٹھ کر نماز پڑھتے اور باقی کھڑے ہو کر نماز کے وقت حضور یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی نماز باجماعت سے اِدھر اُدھر ہو جائے۔ اگر کوئی باجماعت کے وقت موجود نہ ہوتا تو اس سے باز پرس فرماتے۔

(۸)

جب حضور کو دورانِ سر کی شدید تکلیف ہوتی اور کسی طرح چین نہ آتا تو حضور فرماتے کہ قرآن مجھے سنایا جائے۔ حضور قرآن سنتے جاتے اور حضور کی تکلیف کم ہوتی جاتی۔ اندرون خانہ جب حضور کو دورانِ سر کی شدید تکلیف ہوتی۔ تو حضور قرآن سننے کے لئے فرماتے تو میں نے اپنی موجودگی میں یا تو حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کو ایسی حالت میں حضور کے پاس قرآن پڑھتے دیکھا ہے۔ یا حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کو۔ اگر حضور باہر احباب کے پاس ہوتے اور دورانِ سر کی شدید تکلیف ہو جاتی تو تب بھی حضور قرآن پڑھنے کا فرماتے تو کوئی موجود احباب میں سے قرآن پڑھ لیتا۔ اور اس طرح حضور کی تکلیف کم ہو جاتی۔ ایک دفعہ خاکسار نے حضور سے عرض کیا کہ حضور کی دعا سے تو لاعلاج مریض صحت پاتے رہتے ہیں۔ اپنے دورانِ سر کے لئے حضور اپنے لئے صحت ہو جانے کی دعا فرماویں۔ تو حضور نے فرمایا کہ مجھے اپنے دورانِ سر اور ذیابیطس کے متعلق دعا سے منع کیا گیا ہے۔ یہ دونوں امراض بطور نشان کے ہیں جب سے ماموریت کا دعوےٰ کیا ہے۔ تب سے میرے ساتھ یہ امراض ہیں۔

(۹)

میری والدہ محترمہ حیات بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا جو صحابیہ تھیں اور ۱۸۹۲ء میں جب حضور نے میرے دادا حضرت میاں چراغ الدین صاحب رئیس اعظم لاہور رضی اللہ عنہ کے ہاں لنگے منڈی میں (جہاں ان دنوں دادا صاحب رہتے تھے) آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مکان میں دعوے سے بھی بہت پہلے آیا کرتے تھے۔ ۱۸۹۲ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اسی مکان میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق الہام ہوا کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ میری والدہ مرحومہ نے حضور کے اس الہام کے بعد بیعت کی تھی۔ اور ان کے والد یعنی میرے نانا حضرت میاں فیروز الدین صاحب رئیس اعظم لاہور رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن سے واقف تھے۔ میاں محمد سلطان صاحب (نواب) مالک سلطان سرائے لنڈا بازار لاہور وغیرہ کے ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد محترم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مرزا

غلام قادر صاحب کو لے کر آیا کرتے تھے۔ ان دنوں سے ان سے دوستی کا تعلق تھا۔ والدہ محترمہ گو والدین کی اکلوتی لڑکی اور نواب میاں محمد سلطان صاحب کی اکلوتی پوتی تھیں۔ نواب کریم بخش صاحب وزیر اعظم ریاست بہاولپور کی اکلوتی نواسی تھیں۔ مگر ان کو والدین نے خانہ داری کے سارے شعبوں میں اعلیٰ صلاحیت پیدا کرائی ہوئی تھی۔ آپ نے بیعت کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ حضور جب بھی لاہور تشریف لایا کریں تو حضور کی ذاتی روٹی میں اپنے ہاتھ سے پکا کر پیش کیا کروں تو حضور نے فرمایا کہ آپ کے والد سے بھی ہماری دوستی ہے۔ اور آپ کے خسر تو میرے پیارے دوست ہیں۔ اس لئے میں آپ کی خواہش کو منظور کرتا ہوں۔ چنانچہ اسی دن سے ہی جب کبھی بھی حضور لاہور تشریف لاتے۔ خواہ کہیں ٹھہرتے تو میری والدہ موصوفہ حضور کے لئے دونوں وقت کا کھانا اپنے ہاتھ سے تیار کرکے پیش خدمت کرتی تھی۔ آخری دفعہ جب حضور تشریف لائے۔ اور لاہور میں حضور کا وصال بھی ہو گیا تھا اور حضور احمدیہ بلڈنگ میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے مکان پر تھے۔ اور ساتھ کا جو مکان خواجہ کمال الدین صاحب وکیل کا تھا۔ ان کے ہاں لوگوں سے حضور ملاقات فرمایا کرتے تھے تب بھی حضور کے لئے لاہور آنے کے دن سے لیکر وصال تک دونوں وقت حضور کا خاص کھانا میری والدہ مرحومہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے پکا کر میرے ہاتھ بھیجا کرتی تھیں۔ دستور یہ تھا کہ ایک وقت کا کھانا کھلا کر اگلے کھانے کے لئے حضور سے دریافت کر لیا جاتا کہ کیا لے کر آیا جائے۔ جو حضور فرماتے وہ ہی کھانا حضور کے لئے پکایا جاتا۔ ایک دفعہ شام کے کھانے کے بعد حضور نے فرمایا کہ کل مونگ کی خشک دال کا سالن بنایا جائے۔ چنانچہ والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے وہ تیار کیا۔ اس دن گھر میں والد صاحب نے (حکیم محمد حسین صاحب مرہم عیسےٰ رضی اللہ عنہ) کھانے کے لئے بکرے کے گردے کپورے پکوائے ہوئے تھے۔ جب میں حضور کی روٹی لے کر گھر سے آنے لگا (ان دنوں ہم بیرون دہلی دروازہ مبارک منزل میں لاہور میں رہتے تھے) تو والد صاحب نے ایک پلیٹ میں پکے ہوئے گردے کپورے ڈال کر ساتھ رکھ دیئے۔ اور کہہ دیا کہ حضور سے عرض کر دیں کہ گھر میں یہ پکا ہوا تھا حضور کو یہ بھی بھیج دیا ہے۔ تا اس میں سے تبرک حضور کر دیں۔ چنانچہ خاکسار وہ لے گیا اور احمدیہ بلڈنگ میں پہنچ کر حضور کے آگے وہ کھانا رکھا۔ تو حضور نے صرف خشک دال کا سالن تو کھایا مگر گردے کپورے والا سالن چھوا بھی نہ تھا۔ اس پر حضور سے عرض کیا گیا کہ والد صاحب نے عرض کی تھی کہ حضور اس کو بھی متبرک کر دیں۔ تو حضور مسکرائے اور فرمایا کہ ہم یہ نہیں کھاتے۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ کیا ان کا کھانا جائز نہیں۔ فرمایا نہیں کھانا جائز ہے۔ پھر عرض کیا کہ حضور کو پسند نہیں تو پھر حضور نے یہی فرمایا کہ ہم یہ نہیں کھاتے۔ الغرض میں وہ بقیہ کھانا واپس گھر اپنے لے آیا۔ عصر کی نماز میں جو ہم حضور کے ساتھ احمدیہ بلڈنگ میں نماز پڑھنے گئے۔ اس دن فارغ ہو کر میں نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ بکرے کے گردے کپورے پکا کے کھانے جائز ہیں یا نہیں تو آپ نے فرمایا جائز ہیں۔ پھر میں نے عرض کیا۔ آج حضرت صاحب

کے لئے جو کھانا لاتے تھے اُس میں یہ بھی تھا تو حضور نے اس کو چھوا تک نہیں۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے مجھے پیار کر کے فرمایا کہ یہ دونوں وہ چیزیں ہیں جن میں پیشاب صاف ہوتا اور ان سے جسم کی غلاظتیں صاف ہوتی ہیں۔ اہل اللہ لوگ ان کو کھانا پسند نہیں کرتے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی اسے استعمال نہیں کرتا۔ گھر میں کر لیتے ہیں تب یہ حقیقت سمجھ میں آئی۔

علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذاتی کھانے کے والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا حضور کے لئے دیسی کرتہ بھی اپنے ہاتھ سے سی کر حضور کو بھجوایا کرتی تھیں۔ جب بھی خاکسار کرتہ لے کر جاتا تو حضور فرماتے۔ مجھے یہ بہت پسند ہے۔ اسی وقت حضور کمرہ میں جاکر پہلا کرتہ اُتار کر اُس کو پہن کر باہر آجاتے۔ اور پہنا ہوا کرتہ مجھے دے دیتے جس کو والد صاحب دادا صاحب نانا صاحب باری باری پہنتے۔ اور آخر میں اُس کو دھو کر محفوظ رکھ لیتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کئی کرتے ہمارے پاس تھے۔ ۱۹۴۷ء میں جب لاہور میں ہندو مکانوں کو جلا رہے تھے۔ والد صاحب نے وہ کرتے میرے پاس قادیان بھجوا دیئے۔ قادیان میں میں نے ایک بڑی حویلی بنائی ہوئی تھی جو محلہ دار العلوم میں بٹراں والی سڑک کے اوپر محلہ دار الرحمت کے سامنے تھی اور نصرت گرلز سکول قادیان کی عمارت سے ۵۰ گز کے فاصلہ پر بٹراں جانے والی سڑک پر اسی طرف سڑک کے اوپر تھی۔ وہ سب کپڑے میں نے وہاں ایک صندوق میں رکھے ہوئے تھے۔ ۱۹۴۷ء میں جب ہم قادیان سے اپنے گھروں سے نکلے تھے۔ تو کچھ بھی گھر سے اٹھا نہ سکے کہ ہندو فوج گولیاں چلا رہی تھی۔ اور ہم گھروں سے نکل کر بورڈنگ ہاؤس ہائی سکول و کالج کی طرف جا رہے تھے۔ اس کے بعد نہ ہم اپنے گھر میں گئے۔ نہ وہ تبرکات وہاں سے لا سکے۔ جس کا اب تک ہمیں سخت ہی افسوس ہے۔

ایک بات عرض کر دیتا ہوں میری والدہ محترمہ کی وفات کے بعد ان کی بڑی لڑکی جو میری بہن ہیں جو سب بہنوں سے بڑی اور مجھ سے چھوٹی ہیں جن کا نام رابعہ بیگم ہے۔ اور جو میاں عبدالرحمٰن صاحب ریٹائرڈ سینئر ڈائریکٹر حکومت پاکستان کی زوجہ ہیں۔ وہ میری والدہ کے بعد حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے لئے ہر سال کپڑے بنا کر لایا کرتی تھیں اور یہ سلسلہ حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہا کی زندگی تک جاری رہا۔ خدا ان کی بھی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ آمین

اُمّتی کون ہے؟

کشتی نوح کا بار بار مطالعہ کرو اور اس کے مطابق اپنے آپ کو بناؤ قد افلح من زکّٰھا۔ یوں تو ہزاروں چور۔ زانی۔ بدکار، شرابی، بدمعاش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ مگر کیا وہ درحقیقت ایسے ہیں ہرگز نہیں۔ اُمّتی وہی ہے جو آپ کی تعلیمات پر پورا کاربند ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم ص۲۳۲)

انصاراللہ نائیجیریا کا پہلا سالانہ اجتماع

جماعت احمدیہ کی ذیلی تنظیموں کو یہاں بہتر رنگ میں روشناس کرانے کے لئے سالانہ اجتماعات کا انعقاد ایک مؤثر ذریعہ ہے جس میں متعدد جماعتوں کے افراد یکجائی طور پر شرکت کر کے علمی استفادہ کے علاوہ تنظیم کے طریق کار وغیرہ کے متعلق بھی واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ تقریباً تین سال قبل خدام الاحمدیہ کے پہلے سالانہ اجتماع کے ابادان میں انعقاد کے بعد یہ محسوس کیا گیا کہ یہ تنظیم دیگر جماعتوں میں بھی جہاں پہلے قائم نہیں تھی متعارف ہو رہی ہے۔ اور کئی نئے مشنوں میں اس کا قیام عمل میں آیا ہے۔ اس کامیاب تجربہ کے پیش نظر امسال یہ فیصلہ کیا گیا کہ انصاراللہ کی تنظیم کو یہاں متعارف اور مقبول بنانے کے لئے ان کے سالانہ اجتماع کی ابتداء کی جائے چنانچہ اس سلسلہ میں پہلا اجتماع ۱۴-۱۵ ستمبر کو بفضلہ تعالیٰ نہایت کامیابی سے منعقد ہوا جس میں دور و نزدیک کے دو درجن سے زائد مشنوں کے انصار نے شرکت کی نیز اس اجتماع میں نائیجیریا کے ہمسایہ ملک نیجر کے دارالحکومت نیامی (Niamey) سے ایک دوست مکرم معلم بالوگن صاحب نے بھی شمولیت کی اور اس پر رونق اور اخلاص و محبت پر مبنی روحانی محفل میں شریک ہوئے اور جماعت کے متعلق ایک نیا جوش اور ولولہ لے کر اپنے ملک مراجعت پذیر ہوئے۔

۱۴ ستمبر کو پہلا اجلاس بعد سہ پہر شروع ہوا۔ اس دن کے ابتدائی حصہ میں قرآن مجید کے متعلق ایک مجلس مذاکرہ کا انعقاد ہوا تھا جو کہ ہماری نمائش تراجم قرآن کریم کے اختتام پر تھا۔ اس مذاکرہ کی صدارت ایفے یونیورسٹی کے مشہور معلم ماہر تعلیم پروفیسر ناتھوان نے کی تھی اور جماعت کی تراجم قرآن کریم کی نمائش اور کام پر خراج تحسین پیش کیا تھا۔ اجتماع میں شریک ہونے والے اکثر نمائندگان ابادان میں قبل از وقت پہنچ گئے تھے۔ اور وہ اس مذاکرہ سے مستفید ہوئے اور نمائش کو بھی دیکھ سکے۔

اجتماع کا پہلا اجلاس ۶ بجے شام تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا۔ جو عزیزم مولوی مجید احمد صاحب نے کی خاکسار نے افتتاحی دعا سے قبل انصاراللہ کی تنظیم اور اس پہلے اجتماع کی تاریخی حیثیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس دور میں جماعت کو دین کے انصار کی خدمات کی ضرورت ہے نیز اس تنظیم کے ضمن میں ان کے فرائض کی طرف توجہ دلائی۔ یہ اجلاس مغرب کی نماز تک جاری رہا۔

مغرب و عشاء کے بعد دوسرا اجلاس شروع ہوا جس میں مکرم الحاج بساری صاحب چیئرمین ابادان مشن نے سیدنا

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام خاتم النبیین کی دلچسپ پیرایہ میں تشریح فرمائی۔ اس کے بعد سوال وجواب کا پروگرام تھا۔ متعدد احباب نے مذہبی سوالات کئے جن کے جواب دیئے گئے۔ یہ پروگرام حاضرین کے ازدیادِ علم کا باعث ہوا۔

اگلے روز ۱۵ ستمبر کو تیسرا اجلاس نماز تہجد باجماعت اور نماز فجر کے بعد ہوا۔ اس میں مکرم الفا باڈا صاحب نے درس قرآن کریم دیا۔ اس کے بعد اجتماعی ورزش اور وقارِ عمل کا پروگرام تھا جس میں اکثر انصار نے شرکت کی۔

اجتماع کا چوتھا اور آخری اجلاس صبح نو بجے شروع ہوا اور مسلسل چار گھنٹے تک جاری رہا۔ اس پروگرام میں متعدد تقاریر کے علاوہ انصار کا تقریری پروگرام بھی تھا جس میں دس انصار نے شرکت کی۔ اس اجلاس کے دوران نیجر سے آنے والے نمائندہ مکرم معلم بالوگن صاحب نے "نیجر میں جماعت احمدیہ" کے موضوع پر تقریر کی اور حاضرین کو بتایا کہ وہاں بفضلہ تعالےٰ ایک مختصر مگر فعال جماعت قائم ہو چکی ہے جو روبہ ترقی ہے۔ اس موقعہ پر خاکسار نے حاضرین کو بتایا کہ نیجر میں تبلیغ کے پروگرام کو منظم کرنے کے لئے ایک لوکل مبلغ کا تقرر کیا جا رہا ہے جو عنقریب بھجوایا جائے گا۔ (یہ مبلغ اب وہاں کے لئے روانہ ہو چکا ہے) یہ خبر وہاں سے آنے والے نمائندہ اور حاضرین کے لئے خوشی اور مسرت کا باعث ہوئی۔ اسی طرح الحاج محمد سلیمان صاحب نے "داہومی میں جماعت احمدیہ" کے موضوع پر تقریر کی۔ یہ دوست حال ہی میں وقفِ عارضی گزارنے کے بعد آئے تھے۔ آپ نے وہاں جماعت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کیا اور بتایا کہ جماعت کی مسجد کی تعمیر کے بعد لوگ کافی مائل ہیں۔ آپ نے وہاں کے مسلمانوں کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ وہ کئی غیر اسلامی رسومات اور بدعات کا شکار ہیں۔ اور جماعت وہاں اسوۂ نبوی کا احیاء کر رہی ہے۔ اور علم دوست اور صحیح الفطرت لوگ جماعت کے اس کام کو قدر کی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں۔

اس اجلاس میں ایک سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی شہرۂ آفاق کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلق خصوصی تحریک کی گئی اور رعایتی قیمت کا اعلان کیا گیا۔ موقعہ پر ہی سینکڑوں کتب فروخت ہو گئیں۔ اس کے علاوہ خاکسار نے ابادان کی زیر تعمیر وسیع وعریض مسجد کی تکمیل کے لئے چندہ کی تحریک کی۔ اس مسجد کا سنگِ بنیاد ۱۹۶۷ء میں محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے رکھا تھا۔ اب اس کی پہلی منزل کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور جماعت کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر دوسری منزل کا کام چھتوں تک پہنچ چکا ہے۔ خاکسار کی تحریک پر حاضرین نے نہایت خلوص سے مالی قربانی کی۔ بغرض یہ سارا اجلاس متنوع پروگرام سے معمور تھا۔ اور دوران اجلاس حاضرین نعرہ ہائے تکبیر اور اسلام اور احمدیت زندہ باد کے نعروں سے داد تحسین دیتے رہتے تھے۔ اختتامی دعا سے قبل زعیم اعلےٰ کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ تاکہ وہ نائیجیریا میں اس تنظیم کو منظم کر سکیں۔ انصار کے دستور کا انگریزی ترجمہ کروایا جا رہا ہے تاکہ اس کی روشنی میں مختلف جماعتوں میں اس تنظیم کو قائم کر دیا جائے۔ دعا پر یہ بابرکت اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

"خداتعالی ان کے ساتھ ہو"

"ہر ایک صاحب جو اس للہی جلسہ کی خاطر سفر اختیار کریں خدا تعالی ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے ۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے ۔ اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھاوے جنپر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو ۔

اے خدا ذوالمجد و العطاء اور رحم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا کر کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے" آمین ثم آمین

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲)

ائیڈیل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا